سوم ایڈیشن
جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ



اذان و اقامت کے فضائل و مسائل

مع ضمیمہ

کلماتِ اذان میں مد کی تحقیق





ابو الحسن اعظمی
خادم التجوید والقراءۃ دار العلوم دیوبند

زیرِ سرپرستی: یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ
زیرِ سرپرستی: یادگارِ خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ ○ پوسٹ بکس نمبر: 2074
جامع مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیا گھر ○ شاہراہِ قائدِ اعظم ○ لاہور - پوسٹ کوڈ نمبر: 54000
فون: 042-6373310 فیکس: 042-6370371

ناشر
انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ)
نیو آباد و باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920
042-6861584 042-6551774 ☎ 54920

کسبِ دُنیا تو کر ہوس کم رکھ

اِس پہ تو دین کو مقدم رکھ

دینے لگتا ہے پھر دھواں یہ چراغ

اِک ذرا اس کی لو کو مدھم رکھ

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

اذان و اقامت کے فضائل و مسائل

مع ضمیمہ

کلماتِ اذان میں مد کی تحقیق

مرتب:

ابو الحسن اعظمی

خادم التجوید و القراءۃ دار العلوم دیوبند

ناشر: انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نصیر آباد باغبانپورہ لاہور۔ پوسٹ کوڈ: ۵۴۹۲۰





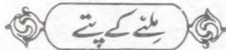
نام کتاب : ________ اذان و اقامت کے فضائل ومسائل مع ضمیمہ

مُصنّف : ________ قاری ابوالحسن اعظمی صاحب

خادم التجوید والقراءۃ دارالعلوم دیوبند

ناشر : ________ انجمن احیاءُ السنّہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد۔ باغبانپورہ۔ لاہور

طباعت سوم : ________ جمادی الثانی ۱۴۲۳ ہجری



ملنے کے پتے

لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ اِمدادیہ اشرفیہ

بالمقابل چڑیا گھر۔ شاہراۂ قائدِ اعظم۔ لاہور پوسٹ بکس نمبر : 54000

پوسٹ بکس نمبر 2074 فیکس: 042-6370371 فون: 042-6373310

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاءُ السنّہ (رجسٹرڈ) نفیر آباد ○ باغبانپورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

فون: 042-6861584 - 6551774

نگران اشاعت ڈاکٹر عبدالمقیم خلیفہ مجاز : عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمّد اختر صاحب دامت برکاتہم

رہائش 32 راجپوت بلاک نفیر آباد، باغبانپورہ۔ لاہور فون: 042-6861584-042-6551774

Mobile:0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoc.com

فہرست عنوانات





افضل العبادۃ **نماز** کی اہمیت اور عظمت تو ظاہر ہے، لیکن اسی کے ساتھ اس اہم ترین عبادت کا دیباچہ یعنی **اذان** بھی کچھ کم اہمیت کا حامل نہیں ہے، اذان کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ —— کسی بھی عبادت کے فضائل کا جب تک علم اور اس سے مکمل واقفیت نہ ہو تو اس کی حقیقی عظمت کا احساس نہیں ہوتا۔

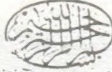
فضائل کے ساتھ اسکے متعلق مسائل بھی ہیں چنانچہ اس کے مسائل سے بھی واقفیت نہایت ضروری ہے، فقہاء کرام نے امام ہی کی طرح مؤذن کے اوصاف بھی ذکر کیے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ مؤذن کیلئے بھی عالم (اور متقی) ہونا بہتر ہے تاکہ اذان صحیح طریقہ پر سنت کے مطابق دی جاسکے اور اس کے صحیح نتائج واثرات مرتب ہوں۔

اذان واقامت کے احکام ومسائل سے ناواقفیت کی بنا پر گوناگوں قسم کی غلطیاں واقع ہوتی ہیں جس سے نہ صرف یہ کہ نیکی اور ثواب سے محرومی ہوتی ہے، الٹے نقصان واقع ہوتا ہے —— آئندہ صفحات میں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اذان واقامت کے فضائل اور احکام ومسائل احادیث کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں، ساتھ ہی کلماتِ اذان میں بے موقع اور بے محل بیجا کھینچ تان اور افراط وتفریط سے متعلق رسالہ "کلماتِ اذان میں مدکی تحقیق" کو بھی اتماماً للافادہ اس کا ضمیمہ بنادیا گیا ہے

اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں عزیزان گرامی قدر مولوی ومفتی مزمل حسین مظفرنگری اور مولوی ومفتی ابوجندل مظفرنگری سلمہما کی کاوشیں صفحہ بہ صفحہ شریک ہیں، راقم ان کا بہ صمیم قلب ممنون ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے محض اپنے لطف وکرم سے مقبولیت عطا فرمائے، اسے پڑھ کر اذان واقامت کی اہمیت وعظمت پیدا ہو، اس کے مطابق عمل کی توفیق ہو — اور راقم الحروف کیلئے زادِ آخرت ہو، آمین۔ ✪ **ابوالحسن اعظمی** ✪ ✪ ✪

خادم التجوید والقرأۃ دارالعلوم دیوبند
۱۴ رشوال ۱۴۱۴ھ



ارشادِ الٰہی ہے | وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ مائدہ ۷. (۵۸)

ترجمہ:۔ اور جب تم نماز کے لئے اذان کے ذریعہ اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ تمہاری اس عبادت کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں۔ اور یہ (حرکت) اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے (بیان القرآن (۴۲) پ ۶)

اذان کے معنیٰ | اصطلاحِ شرع میں اذان کہتے ہیں اوقاتِ مخصوصہ میں الفاظِ مخصوصہ کے ذریعہ نماز کے لئے پکارنا نماز کا وقت آجانیکا اعلان کرنا۔ (الدر المختار علی الشامی ص ۲۸۲ ج ۱) (مطبوعہ کوئٹہ) (والبحر الرائق ص ۲۵۴ ج ۱)

اذان کا حکم | سوائے نمازِ جمعہ کے ہر فرض نماز کے وقت ایک بار اذان دینا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے مسافر ہو یا مقیم۔ جماعت کی نماز ہو یا تنہا، ادا ہو یا قضاء۔ جنازہ عیدین، سورج گرہن، استسقاء، تراویح کے لئے اذان دینا ثابت نہیں۔ شامی ص ۲۸۳ و ص ۲۸۲ ج ۱ و ھٰکذا فی البحر الرائق ص ۲۵۵ ص ۲۵۶ ص ۱۷۵ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان)

نماز جمعہ کے لئے دو بار اذان دینا ضروری ہے۔ ایک اور نمازوں کی طرح شروع میں۔ دوسرے بوقت خطبہ جب امام ممبر پر آجائے۔ شامی ص ۶۰۷ ج ۱ مطبوعہ کوئٹہ)

اذان کی مشروعیت کب اور کیسے؟ | جب پیغمبر علیہ السّلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہیئے جس سے نماز کے وقت اور جماعت کے قیام کی اطلاع دی جا سکے چنانچہ بعض لوگوں نے ناقوس (سنکھ) بجانے کا مشورہ دیا۔ کسی نے کہا بگل بجایا جائے۔ کسی نے آگ جلانے کا مشورہ دیا۔ تو کسی نے ڈھول بجانے کا۔ پیغمبر علیہ السّلام

نے بالترتیب ان چاروں طریقوں کو نصاریٰ، یہود، مجوسیوں اور رومیوں کے طریق کی مشابہت کے باعث ناپسند فرمایا۔ کسی نے جھنڈا نصب کئے جانے کا مشورہ دیا اسے بھی آپؐ نے اچھا نہ سمجھا۔ غرض یہ کہ کسی ایک بات پر اتفاق نہ ہو سکا اور پیغمبر علیہ السلام اور حضراتِ صحابہؓ فکرمندی کے ساتھ اٹھ کر چلے گئے۔ ان فکرمند صحابہؓ میں سے ایک صحابیؓ حضرت عبداللہ بن زید ابن عبد ربہؓ بھی تھے آپ نے اس فکر میں رات گذاری۔ رات میں ایک فرشتے کو خواب میں دیکھا جس نے انھیں اذان او اقامت سکھائی۔ آپ نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب بتایا آپؐ نے فرمایا، یہ خواب سچا ہے، ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وحی کے ذریعہ اس خواب کی مطابقت ہوئی۔ آپؐ نے عبداللہ بن زید بن عبد ربہؓ کو حکم دیا کہ اٹھو اور بلالؓ کو اپنے ساتھ لے کر اذان دو۔ بلالؓ تمہارے بتائے ہوئے کلمات کو زور زور سے بطورِ اذان کہتے رہیں۔ کیونکہ بلالؓ کی آواز تمہاری آواز سے بلند ہے۔

یہی مطلب ہے اس حدیث کا جسے ابوداؤد (ص۷۲) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

بخاری شریف میں مذکورہ حدیث اختصار کے ساتھ اس طرح ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ ذَکَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَکَرُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ یُّوْتِرَ الْاِقَامَۃَ۔ بخاری شریف (ص۸۵ ج۱)

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا تو کچھ لوگوں نے یہود و نصاریٰ کا ذکر اٹھا دیا (اور کہا کہ ان دونوں صورتوں میں غیر مسلموں کی مشابہت لازم آئے گی) بالآخر حضرت بلال کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمات جفت کہیں اور اقامت کے کلمات میں ایتار کریں۔

اذان کی فضیلت اذان اور مؤذن کے فضائل بہت منقول ہیں۔ ارشاد رسالت ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ

وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا (بخاری شریف ص۸۶ ج۱)

ترجمہ:۔ یعنی اگر لوگ اذان اور صفِ اول کی اہمیت کو جانتے اور پھر بغیر قرعہ اندازی کے حاصل نہ ہوتی تو اس کے لئے قرعہ اندازی.....ضرور کرتے۔ یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (رواہ مسلم عن معاویہ رض ص۱۶۷)

ترجمہ:۔ پیغمبر علیہ السّلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اذان دینے والوں کی گردنیں قیامت میں سب سے زیادہ اونچی ہوں گی۔ یعنی قیامت کے دن مؤذنین بہت زیادہ اعمالِ خیر کے ساتھ پیش ہوں گے اور جنابِ باری میں ان کو بہت زیادہ قرب و عزت کا مقام حاصل ہوگا۔

تنبیہ:۔ واضح ہو کہ اذان کے کلمات مجزوم اور ساکن ہیں وصل کرتے ہوئے اعراب نہ ظاہر کئے جائیں یہی حکم تکبیر کا بھی ہے۔ (شامی ص۲۸۴ کوئٹہ ج۱) کنز العمال ج۸ ص۱۵۱)

شرائطِ اذان اذان درست ہونے کی چند شرطیں ہیں (۱) اذان کے الفاظ وقفۂ طویلہ کے بغیر یکے بعد دیگرے ادا کئے جائیں (عالمگیری ص۵۶ ج۱) (۲) اذان عربی الفاظ میں ہو (ردالمختار المعروف بالشامی ص۲۹۲ ج۱ کوئٹہ، وعالمگیری ص۵۵ ج۱) (۳) اذان نماز کا وقت آنے پر ہونی چاہیئے۔ اگر وقت سے پہلے اذان دی گئی تو صحیح نہ ہوگی۔ (شامی ص۲۸۴ ج۱ وعالمگیری ص۵۳ ج۱) کوئٹہ) (۴) اذان کے الفاظ صحیح ترتیب سے ادا کئے جائیں خلافِ ترتیب اذان دئے جانے پر اذان مکروہ ہوگی۔ (عالمگیری ص۵۶ ج۱)

مؤذن کے شرائط مؤذن کے لئے لازم ہے کہ وہ دین دار ہو۔ مسائل سے واقف اور ذی ہوش ہو نماز کے وقت سے باخبر ہو جنہیں یہ شرائط نہ ہوں انکا اذان دینا مکروہ ہے جیسا کہ کسی جنبی یا بدکار کا اذان دینا۔ (شامی ص۲۸۸ وص۲۸۹ ص۲۹۰ ج۱) وعالمگیری ص۵۳ ج۱ ص۵۴) کوئٹہ)

اذان کی سنتیں و مستحبات اذان کی سنتیں اور مستحبات یہ ہیں کہ مؤذن دونوں

ناپاکیوں سے پاک ہو (البحر الرائق ص۲۶۳ ج۱) اس کی آواز دلپسند اور بلند ہو۔ اذان بلند جگہ سے دی جائے۔ (عالمگیری ص۵۵ ج۱ وشامی ص۲۸۵ ج۱ کوئٹہ) اگر سواری پر ہو تو پھر قبلہ رو نہ ہونا خلافِ سنت نہیں ہے۔ (شامی ص۲۸۶ ج۱) قضا نماز کے لئے بلند آواز سے اذان دینا سنت ہے۔ اگر بہت سی قضا نمازوں کو اکٹھا پڑھنا ہو تو پھر ان میں سے پہلی ہی نماز کے لئے اذان دینی چاہیے۔ (شامی ص۲۸۷ ج۱ کوئٹہ)

اذان کے مستحبات میں سے یہ ہے کہ حیّ علی الصَّلوٰۃ کہتے وقت دائیں جانب اور حیّ علی الفلاح کہتے وقت بائیں جانب چہرے اور گردن کو موڑا جائے، سینہ اور قدم نہ مڑے۔ اذان دیتے وقت کانوں کے سوراخوں کو بند کرنا مستحب ہے۔ (شامی ص۲۸۵ ج۱)

اذان کا جواب دینا اس شخص کے لئے جو اذان سن رہا ہو اور مسجد کے اندر موجود ہو اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔ اور اگر مسجد سے باہر ہو تو اس کے لئے اجابت بالقدم (مسجد کی طرف چلنا) ضروری ہے اور باللسان (زبان سے) مستحب ہے لیکن اگر کوئی مجبوری ہو تو زبان سے جواب دینا ہی کافی ہے۔ خواہ سننے والا جنبی ہو، البتہ حیض ونفاس والی عورت کے لئے جواب دینے کا حکم نہیں، سننے والا جواباً وہی الفاظ کہے جو مؤذن کہتا ہے۔ سوائے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے کہ ان کے جواب میں لاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کہنا چاہیئے۔ اور فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہنا چاہیئے (شامی ص۲۹۲ و ص۲۹۳ ج۱ کوئٹہ)

واضح ہو کہ جواب انھیں اذانوں کا دیا جائے گا جو شرعًا اذان کا حکم رکھتی ہیں (شامی ص۲۹۲ ج۱) بحالتِ نماز مؤذن کی اذان کا جواب دینے سے نماز باطل ہو جائے گی۔ خواہ وہ ارادہ کے ساتھ ہو یا سہواً ہو۔ (شامی ص۴۴۲ ج۱)

علومِ شرعیہ کے معلّم اور متعلّم کے لئے دورانِ تعلیم جوابِ اذان کا حکم نہیں ہے

لیکن تلاوتِ قرآن کی حالت میں جوابِ اذان کا حکم دیا گیا ہے۔ کھانا کھاتے وقت جواب کا مطالبہ نہیں ہے۔ اذان ختم کرنے کے بعد درود بھیجنا اور یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔ (سنت یا مستحب کے خلاف ہونے کو مکروہ کہتے ہیں) شامی ص۲۹۲ و ص۲۹۳ ج ۱ (کوئٹہ)

اذان میں راگ پیدا کرنا اذان میں راگ اور لے پیدا کرنا جیسا کہ اس زمانے میں عام طور سے ہو رہا ہے، کوئی شرعاً مقرر کردہ بات نہیں ہے۔ کیونکہ اذان عبادت ہے اس سے غرض خشوع ہے۔۔۔۔۔ حنفیہ کے نزدیک غنا کی کیفیت اگرچہ اچھی بات ہے اس لئے کہ تحسینِ صوت مطلوب ہے۔ لیکن اس طرح نہیں کہ حرف یا حرکت کی زیادتی سے الفاظ کچھ کے کچھ ہو جائیں، ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ سننا بھی جائز نہیں۔ (شامی ص۲۸۵ ج ۱ و عالمگیری ص۵۶ ج ۱ (کوئٹہ)) تفصیل آگے ضمیمہ میں دیکھیے۔

ارشادِ رسالت ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَذَّنَ ثِنْتَیْ عَشَرَۃَ سَنَۃً وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ وَکُتِبَتْ لَہٗ بِتَاْذِیْنِہٖ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سِتُّوْنَ حَسَنَۃً وَلِکُلِّ اِقَامَۃٍ ثَلٰثُوْنَ حَسَنَۃً۔ (ابنِ ماجہ ص۵۳)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے بارہ برس اذان دی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور مؤذن کے لئے اس اذان کے باعث ہر روز (یعنی اذان کے بدلہ) ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر اقامت (تکبیر) کے بدلے تیس نیکیاں۔

اقامت کا ثواب آدھا شاید اس لئے فرمایا گیا ہے کہ تکبیر صرف حاضرین کی اطلاع کے لئے کہی جاتی ہے اور اذان حاضرین اور غائبین دونوں کے لئے ہے یا یہ کہ اذان میں مشقت زیادہ ہے اور اقامت میں کم۔

اقامت کے احکام اقامت مثل اذان کے ہے سوا اس کے کہ اقامت عرفاً نماز سے متصل ہوتی ہے لہٰذا اگر تکبیر کے بعد امام زیادہ گفتگو یا عملِ کثیر مثلاً کھا پی کر فاصلہ زیادہ کر دے تو تکبیر کو دہرایا جائے گا۔ (شامی ص۲۹۴ و ص۲۹۵ ج۱ (کوئٹہ)

اقامت کیوقت مقتدی کب کھڑے ہوں مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے یَقُوْلُ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَقُمْنَا فَعَدَّلْنَا الصُّفُوْفَ قَبْلَ اَنْ یَّخْرُجَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ (ج۱ ص۲۲۰)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کھڑی ہو جاتی تو ہم حضورؐ کی تشریف آوری سے قبل ہی کھڑے ہو کر صفیں سیدھی کرتے تھے۔

دوسری روایت بھی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے: اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ تُقَامُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَاْخُذُ النَّاسُ مَصَافَّھُمْ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامَہٗ (ایضاً)

یعنی جب نماز کے لئے اقامت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلّٰی پر تشریف لیجانے سے پہلے لوگ اپنی اپنی صفیں سیدھی کرنی شروع کرتے تھے۔ فقہاء کی یہ عبارت کہ "جب مکبر حیّ علی الفلاح کہے تب مقتدی کو کھڑا ہونا چاہیے" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شروع میں کسی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو اسکے بعد بیٹھا نہ رہنا چاہیے۔

اقامت کی سنتیں چند باتوں کے سوا، اقامت کی وہی سنتیں ہیں جو اذان میں بیان ہوئیں۔ ان چند باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جملے ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا مستحب نہیں ہے بلکہ جلدی کرنا مستحب ہے۔ لیکن اگر ٹھہر ٹھہر کر ادا کئے جائیں تو جائز ہے۔ اسی طرح بوقتِ اقامت کانوں میں انگلیوں کا رکھنا جائز تو ہے مگر سنت نہیں ہے۔ اقامت میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ (شامی ص۲۸۶ ج۱ و عالمگیری ص۵۵ و ص۵۶ ج۱)

اذان واقامت کا درمیانی وقفہ مؤذن کے لئے سنت یہ ہے کہ اذان واقامت کے درمیان افضل وقت کا دھیان رکھتے ہوئے اتنا ٹھہرے کہ مسجد میں پابندی سے آنے والے نماز میں آجائیں۔ سوائے مغرب کے، اس وقت میں تین چھوٹی آیتوں کی تلاوت کے بقدر وقفہ کرے۔ (عالمگیری ص۵۶ و ص۵۷ ج۱) شامی ص۲۸۷ ج۱ مطبوعہ کوئٹہ)

تکبیر مؤذن کا حق ہے چاہیئے کہ مؤذن تکبیر پڑھے۔ لیکن اگر مؤذن کی اجازت سے کسی دوسرے شخص نے تکبیر پڑھ دی تو جائز ہے۔ شامی ص۲۹۱ ج۱ (کوئٹہ) البحر الرائق ص۲۵۷ ج۱)

فی الترمذی: عَنْ زِیادِ بنِ الحَارِثُ الصُّدَائِی قَالَ اَمَرَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اُؤَذِّنَ فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ یُّقِیْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَھُوَ یُقِیْمُ

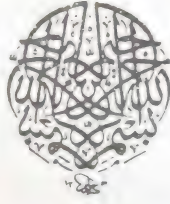
(ترمذی ص۵۰ ج۱ مطبوعہ مختار اینڈ کمپنی)

ترجمہ:۔ حضرت زیاد بن حارث رضؓ سے مروی ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر کے لئے اذان پڑھنیکا حکم دیا تو میں نے اذان پڑھ دی پھر اقامت کے وقت حضرت بلالؓ نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا صداء بھائی (زیاد بن حارث صدائی) نے اذان دی ہے اور جو اذان دے وہی اقامت کہے۔ قَالَ العلامہ یوسف البنوریؒ فی معارف السنن فی کتب فقہا ئنا اِنَّ الْاَوْلٰی اَنْ یُّقِیْمَ مَنْ اَذَّنَ وَاِنْ اَقَامَ غَیْرُہٗ فَجَازَ اِنْ لَّمْ یَتَاَذَّ بِذٰلِکَ الْمُؤَذِّنُ۔ ص۲۰۶ ج۲

ترجمہ: ہمارے فقہاء کی کتابوں میں یہ (مسئلہ) ہے کہ اولیٰ یہی بات ہے کہ مؤذن ہی اقامت کہے لیکن اگر غیر مؤذن تکبیر کہدے تو بھی جائز ہے بشرطیکہ مؤذن کو اس سے تکلیف نہ ہو۔

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا


١٤١٤



کلماتِ اذان میں مد کی تحقیق





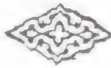
متبرک کلمات

مکرمی جناب قاری ابوالحسن صاحب زید لطفہ السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اکابر کی تحریراتِ گرامی کے بعد اس ناکارہ کی تقریظ کی حاجت نہ تھی، مگر آپ کی خواہش کی تکمیل کے لئے سطور ذیل مسطور ہیں۔

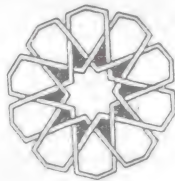
اذان کے سلسلہ میں مرتب کردہ رسالہ دیکھا، ماشاء اللہ تعالیٰ خوب تحقیق کی ہے، جزاک اللہ تعالیٰ۔ جی خوش ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماویں اور لوگوں کو نفع اٹھانیکی توفیق بخشیں۔



والسلام

(حضرت مولانا سید) ابرار الحق (صاحب دامت برکاتہم)

عشرہ جمادی الثانی







الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی ! امابعد

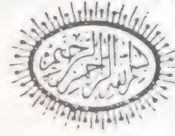
قاری ابوالحسن صاحب زید مجدہم، لوح وقلم کے سلسلے میں قابلِ رشک اور توفیق یافتہ انسان ہیں، فنِ تجوید کی انھوں نے قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔

کلماتِ اذان میں مد کا مسئلہ بھی فقہ سے زیادہ تجوید سے متعلق ہے، اللہ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے اکابر میں حضرت مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے اس غلطی کی اصلاح کیلئے بڑی جدوجہد فرمائی ہے اور فرماتے رہتے ہیں، حضرت مولانا دامت برکاتہم کے موقف کو مدلل طور پر ثابت کرنے کے لئے محترم قاری صاحب زید مجدہم نے قلم اٹھایا ہے اور وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہیں۔

دعا ہے کہ پروردگارِ عالم اس مقالہ کو اصلاح کا ذریعہ بنائے اور اپنی بارگاہ میں حسنِ قبول کی دولت سے نوازے، آمین ✪ ✪ ✪ ✪

ریاست علی غفرلہٗ





عرضِ مُرتّب

ارکانِ اربعہ میں نماز کی اہمیت ظاہر و باہر ہے ــــــــ اذان اسی اہم عبادت کا دیباچہ ہے، شعار ہے، اذان کی فضیلت و اہمیت بھی احادیث سے معلوم ہے۔

شریعت کے ہر رکن اور عمل کی انجام دہی کے طریقے بھی قرآن وسنت سے، آثارِ صحابہؓ سے منقول ہیں۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین اور فقہاء کرام نے واضح طور پر بتائے ہیں۔

کوئی بھی عمل ہو جب تک صحیح طریق پر سنت کے مطابق نہ ہوگا، دین نہ ہوگا۔

اذان شعارِ اسلام ہے، تو یہ کیوں کر ممکن ہوگا کہ اس کا صحیح طریقہ نہ بتایا گیا ہو، کیا اس کے بارے میں بالکل آزادی، کھلی چھوٹ اور من مانی کی اجازت ہوگی؟

ائمہ کرام اور اربابِ علم وفن نے باقاعدہ طور پر اس کے ضوابط اور اصول مقرر فرمائے ہیں، ان ضوابط اور قیود کی پوری پابندی کرتے ہوئے اس عظیم عمل کی بجاآوری صحیح قرار دی جائے گی۔ حدود و قیود سے

متجاوز ہوکر کلمات اور حروفِ اذان میں محض لوگوں کو خوش کرنے کے لئے بیجا کھینچ تان کو بہر حال ممنوع قرار دیا جائے گا، اس پر نکیر کیجائے گی۔

خوش آوازی بلاشبہ مستحسن اور مطلوب ہے مگر مطلق نہیں، حدود وقیود کے ساتھ مستحسن ہے۔

قرآنِ کریم جیسے خوش آوازی سے پڑھنے کے سلسلے میں پیغمبر علیہ السلام نے مستقل ترغیب دی ہے مگر یہی خوش آوازی اگر حدود سے نکل کر بحدِّ نغمہ وراگ تطریب تک پہنچ جائے تو بہر حال ممنوع بھی ہے، پڑھنا اور سننا بھی۔

اذان میں بے شک اعلان واِجہار مقصود ہے۔ اس سے کسے انکار ہے مگر یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ اس اعلان واِجہار کو غلط طور پر حروف کی کھینچ تان سے جوڑ دیا گیا ہے، اعلان اور آواز کی بلندی، دور تک پہنچنا اس کا تعلق سینے کی طاقت اور انسان کے پھیپھڑوں کی قوت سے ہے، ایک کمزور انسان کتنا ہی کھینچ تان کرے اسکی آواز میذنہ (اذن گاہ) سے باہر بھی نہ جاسکے گی۔

دین کا کوئی جز ہو، شریعت کا کوئی بھی عمل ہو، جب وہ اپنے حقیقی نہج اور صحیح طریق سے ہٹنے لگے تو حضرات علماء کرام کا یہ بہر حال فریضہ ہوجاتا ہے کہ اس پر نکیر کریں، اسے صحیح جگہ پر لانے کی سعی کریں، اس میں مداہنت، اس کی طرف سے غفلت کسی طرح مناسب نہیں۔

حضرت شیخی ومرشدی مولانا سید ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ناظم دعوۃ الحق ہردوئی کو جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ کسی بھی امر منکر پر آپ بیقرار ہوجاتے ہیں، بغیر کسی مداہنت کے احسن طریق پر اسکی درستگی کا فکر فرماتے ہیں۔

امسال شوال ۱۴۱۳ھ میں حضرت والا کی دیوبند تشریف آوری ہوئی ایک

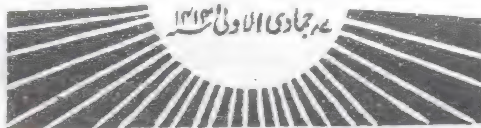
جگہ اذان ہورہی تھی حضرت والا کو وہ اذان مسموع ہوئی تو اس کی جانب توجہ دلائی، اس پر نکیر فرمائی۔ اور کلماتِ اذان میں بے موقع اور بیجا کھینچ تان اور افراط و تفریط کی تحقیق چاہی۔

آئندہ سطور میں اسی سے متعلق ٹوٹے پھوٹے کج مج انداز میں جو کچھ بن پڑا پیش کیا گیا ہے۔

راقم الحروف کو اپنی علمی بے بضاعتی کا مکمل احساس ہے چنانچہ اس تحریر کو متعدد حضرات اہل علم وافتاء کی خدمت میں پیش کر کے اس کی تصحیح وتصدیق چاہی۔ ان حضرات نے پوری توجہ کے ساتھ دیکھا سنا اور جہاں کہیں تصحیح اور اصلاح کی ضرورت ہوئی اصلاح فرمائی اور اپنی تصدیقات سے نوازا، راقم ان سب حضرات کا ممنون ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔

ابوالحسن الاعظمی

خادم التجوید والقراءۃ دارالعلوم دیوبند



کلمات اذان

اَللّٰہُ اَکْبَرُ • اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اللہ سب سے بڑے ہیں ، اللہ سب سے بڑے ہیں
اَللّٰہُ اَکْبَرُ • اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اللہ سب سے بڑے ہیں ، اللہ سب سے بڑے ہیں

ہمزہ (الف) اللہ اور اکبر کے شروع میں قوت اور سختی کے ساتھ، لامِ اللہ کو ابتداً ہی خوب پُر پڑھا جائے لام کے الف یا مدِ طبعی ہے، صرف قصر ہو بقدر ایک الف ھاء کا پیش خوب معروف اور باریک ہو، واو مدّ کی بُو دیکر ادا کیا جائے۔ راء کو ساکن ادا کرتے ہوئے پُر پڑھا جائے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کئے جانے کے لائق نہیں ہے

شین میں آواز منہ کے اندر خوب پھیل جائے لا میں مدفرعی متصل ہے اسمیں چار الف تک مدجائز ہے۔ الٰہ کے الف پر مد سے بالکلیہ احتراز کیا جائے۔ اللہ پر مدفرعی عارضی ہے، اسمیں پانچ الف تک مد جائز ہے اس سے زائد سے احتراز کرنا چاہیئے۔

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں

اَنَّ کے نونّ اور محمدؐ کے میم مشدد میں ایک الف سے زائد غنہ سے احتراز کرنا چاہئے، رسول کی راپُر ہے اللّٰہ کا حکم گذرا

حَیَّ عَلَے الصَّلٰوۃُ
حَیَّ عَلَے الصَّلٰوۃُ
آؤ نماز کی طرف

حیّ کی تشدید ادا کرتے ہوئے تقریباً دو الف تک تاخیر کی جائے، یا کا زبر جلدی سے ادا کیا جائے، اس پر آواز رکنے نہ پائے۔ صاد کو خوب پُر پڑھا جائے، الصّلٰوۃ میں مد عارضی ہے۔ حکم گذرا

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحُ	حَيَّ اور مد عارضی کا حکم گذرا
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحُ	〃 〃

آؤ کامیابی کی طرف

اذانِ فجر میں اضافہ

اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمُ	اَلصَّلٰوةُ کے الف کے بعد لام میں صرف مد طبعی ہے
اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمُ	اسمیں الف کو بڑھانے سے احتراز لازم ہے اَلنَّوْمُ میں مدلین عارضی ہے اسمیں قصر بہتر ہے، مد کرنا بھی جائز ہے جسکی آخری حد پانچ الف ہے۔

نماز نیند سے بہتر ہے

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ — اس کا حکم گذرا

اللہ سب سے بڑے ہیں ، اللہ سب سے بڑے ہیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — حکم گذرا

اللہ کے سوا کوئی عبادت کئے جانے کے لائق نہیں ہے۔



کلماتِ اذان میں لفظ اَللّٰہُ (وصلاً) اور اذانِ فجر میں لفظ اَلصَّلٰوۃُ میں الف پر مدِ اصلی اور مدِ فرعی میں فرق کے بغیر مد کیا جاتا ہے، نیز اذان میں دیگر افراط و تفریط جو ہو رہی ہے اس سلسلہ میں مختصر معروضات

اذان میں مد والے کلمات کی دو نوعیت ہے ایک یہ کہ جن کلمات میں مدِ فرعی ہے یعنی حروفِ مدہ کے بعد اسبابِ مد (ہمزہ سکون) میں سے کوئی سبب ہے جیسا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ شہادتِ توحید میں اور آخر میں۔ اسی طرح شہادتین پر بصورتِ وقف اَللّٰہ پر مد، نیز اَلصَّلٰوۃ اور الفلاح پر وقفاً یہ سب مدِ فرعی ہیں (مدِ منفصل اور مدِ عارضی)

دوسرے وہ کلمات جن میں مدِ اصلی اور مدِ طبعی ہے جیسے اَللّٰہُ اَکْبَرُ میں لام کے بعد الف اسی طرح اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ میں اَلصَّلٰوۃُ کے لام کے بعد الف، واضح ہو کہ مدِ طبعی اور اصلی میں مقدارِ کشش صرف ایک الف ہے اس پر زیادتی ثابت نہیں اسی طرح مدِ فرعی میں اس کی مقررہ حدود کے اندر ہی مد کرنا صحیح ہے۔ چنانچہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں لَآ پر مدِ منفصل ہے جسمیں توسط ہوتا ہے (بقدر دو، ڈھائی چار الف علی اختلاف الاقوال) اور اللہ پر وقف کرتے ہوئے مدِ عارضی وقفی ہے، جسمیں طول جائز ہے جس کی آخری اور انتہائی مقدار پانچ الف ہے اس سے زیادہ کا کوئی قول نہیں۔

اسبابِ مد جیسا کہ مد کا ایک سبب ظاہری ہوتا ہے یعنی ہمزہ وسکون کا آنا حرفِ مدمقروء کے بعد، اسی طرح ایک سبب باطنی اور معنوی بھی ہے مثلاً نفی میں مبالغہ کرنا جیسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وغیرہ اسمیں مد اس نیت سے کرنا کہ غیر اللہ سے بالکلیہ نفی ہو جائے اور پھر اثباتِ ذاتِ الٰہی ہو، اہلِ عرب کے

کے نزدیک مد کا یہ بھی ایک قوی سبب مانا جاتا ہے۔ محقق ابن الجزریؒ فرماتے ہیں
وَاَمَّا السَّبَبُ الْمَعْنَوِیُّ فَهُوَ قَصْدُ الْمُبَالَغَةِ فِی النَّفْیِ وَهُوَ سَبَبٌ قَوِیٌّ مَقْصُوْدٌ عِنْدَ
الْعَرَبِ وَاِنْ کَانَ اَضْعَفَ مِنَ السَّبَبِ اللَّفْظِیِّ عِنْدَ الْقُرَّاءِ وَمِنْهُ مَدُّ التَّعْظِیْمِ
نَحْوُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَهُوَ قَدْ وَرَدَ عَنْ اَصْحَابِ
الْقَصْرِ فِی الْمُنْفَصِلِ لِهٰذَا الْمَعْنٰی وَیُقَالُ لَهٗ اَیْضًا مَدُّ الْمُبَالَغَةِ فِی نَفْیِ الْاِلٰهِیَّةِ
هُوَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَهٰذَا مَعْرُوْفٌ عِنْدَ الْعَرَبِ لِاَنَّهَا تَمُدُّ عِنْدَ الدُّعَاءِ وَعِنْدَ
الْاِسْتِغَاثَةِ فِی نَفْیِ شَیْءٍ وَیَمُدُّوْنَ مَا لَا اَصْلَ لَهٗ بِهٰذِهِ الْعِلَّةِ (ج ۱ ص ۳۴۴، ۳۴۵)

اس سلسلہ میں دو روایتیں ملتی ہیں ایک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ایک حضرت انسؓ سے محقق جزریؒ ان دونوں روایتوں کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (حوالہ ایضاً)

صاحب "اتحاف" فرماتے ہیں:۔ لٰکِنَّهٗ لَا یَبْلُغُ الْاِشْبَاعَ بَلْ یَقْتَصِرُ فِیْهِ عَلَی التَّوَسُّطِ لِضُعْفِ سَبَبِهٖ عَنِ الْهَمْزِ۔" (ج ۱ ص ۱۶۸)

یعنی اس میں طول نہ ہونے پائے بلکہ صرف توسط جائز ہے کیونکہ یہ سبب ہمزہ کے مقابلہ میں ضعیف ہے۔

تاہم یہ مدود جن کے اسباب معنوی ہیں بطریق شاطبیؒ اور جمہور قراء معمول بہا نہیں ہے
از مقری اظہار احمد تھانوی لاہور۔ الجواہر النقیۃ ص ۱۶۵

اس قسم کی عبارتوں کو دیکھ کر لوگوں نے عام طور پر کلماتِ اذان میں مد کرنا شروع کر دیا آجکل کی اذانوں میں جو بے انتہا مد کیا جاتا ہے۔ اور آوازوں میں خوب اتار چڑھاؤ ہوتا ہے اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔ مدات اور حرکات کو ان کے مقررہ حدود سے زیادہ کھینچنا جسے تمطیط اور تطویل کہتے ہیں یہ مکروہ ہے اس سے احتراز لازم ہے۔

علامہ ابن ابی شیبہؒ نے اپنی مشہور حدیث کی کتاب المصنف کے

اندر ایک روایت اذان میں تطریب (تغنی) کے سلسلہ کی نقل کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوّلاً اسی حدیث کو نقل کر دیا جائے۔

حَدَّثَنَا اَبُوْبَکْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ حُسَیْنِ الْمَکِّیِّ اَنَّ مُؤَذِّنًا اَذَّنَ فَطَرَّبَ فِیْ اَذَانِہٖ۔ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ۔ اَذِّنْ اَذَانًا سَمْحًا وَاِلَّا فَاعْتَزِلْنَا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۹ ج۱)

ترجمہ:۔ ہم سے ابوبکر نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا وکیع نے سفیان سے انہوں نے عمر بن سعد بن ابی حسین المکی سے کہ ایک مؤذن نے اذان دی۔ اور اس نے اپنی اذان میں تطریب (تغنی) کی۔ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس (مؤذن) سے فرمایا۔ سیدھی سادی اذان دو۔ ورنہ ہم سے الگ اور جدا ہو جاؤ۔

ایک اشکال اور اسکا جواب اگر کوئی شخص یہ اشکال کرے کہ اس حدیث سے تغنی کے عدمِ جواز پر استدلال تام نہیں۔ کیونکہ تطریب کے معنی تحسینِ صوت کے بھی آتے ہیں۔

یہ اشکال اس لئے صحیح نہیں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز بہت بڑے فقیہ اور مجدّدِ اوّل تھے۔ تو اگر وہ مؤذن صاحب اذان میں تغنی نہ کرتے تو حضرت کی اس پر نکیر کے کیا معنیٰ ہیں۔ لہٰذا یہاں تطریب کے معنیٰ وہی لحن و تغنی کے ہیں جو اذان میں درست نہیں۔ اسی لئے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس پر نکیر فرمائی۔ (مصدقہ از حضرت مفتی نظام الدین صاحب و مولانا نعمت اللہ صاحب)

سابق شیخ القراء جامعہ ازہر مصر قدیم اور شہرۂ آفاق علمی ادارہ جامعہ ازہر مصر کے سابق شیخ القراء شیخ محمد مکی نصر کی اپنے موضوع پر معتبر ترین کتاب "نہایۃ القول المفید فی علم التجوید" ہے۔ اس میں موصوف اس قسم کے مدوں کی تردید فرماتے ہیں۔ (مطبوعہ ۱۳۲۸ھ مصری)

وَحَدُّهُ مِقْدَارُ اَلِفٍ وَصْلًا وَوَقْفًا وَنَقْصُهُ عَنْ اَلِفٍ حَرَامٌ شَرْعًا فَيُعَاقَبُ عَلٰی فِعْلِهٖ وَيُثَابُ عَلٰی تَرْكِهٖ فَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ اَئِمَّةِ الْمَسَاجِدِ وَاَكْثَرُ الْمُؤَذِّنِيْنَ مِنَ الزِّيَادَةِ فِی الْمَدِّ الطَّبْعِیِّ عَنْ حَدِّهِ الْعُرْفِیِّ اَیْ عُرْفِ الْقُرَّاءِ۔ فَمِنْ اَقْبَحِ الْبِدْعَةِ وَاَشَدِّ الْكَرَاهَةِ۔ لَاسِيَّمَا۔ وَقَدْ يَقْتَدِیْ بِهِمْ بَعْضُ الْجَهَلَةِ مِنَ الْقُرَّاءِ

(طبع جدید المکتبۃ العلمیۃ لاہور، ص۱۶۶)

علامہ مرعشیؒ صاحب جہد المقل علامہ مرعشیؒ المعروف بساچقلی زادہ اپنی کتاب جہد المقل و شرحہ میں مد متصل و منفصل سے متعلق کلام کرتے ہوئے اسی طرح کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ فَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْاَئِمَّةِ وَاَكْثَرُ الْمُؤَذِّنِيْنَ مِنَ الزِّيَادَةِ فَمِنْ اَقْبَحِ الْبِدْعَةِ وَاَشَدِّ الْكَرَاهَةِ۔ (ص۱۵۵)

حضرت ملا علی قاریؒ احناف میں ملا علی قاریؒ کی شخصیت مشہور زمانہ ہے۔ متاخرین نے آپ کو حنفیہ کا مجدد مانا ہے۔ آپ اپنی مقبول ترین کتاب "المنح الفکریہ شرح مقدمۃ الجزریہ" میں (مد لازم اور مد واجب میں قصر اور ترکِ مد کے غیر جائز ہونے کے بارے میں لکھتے ہوئے) فرماتے ہیں۔

فَاِنَّهٗ لَا يَجُوْزُ قَصْرُ اَحَدِهِمَا عِنْدَ جَمِيْعِ الْقُرَّاءِ وَلَوْ قُرِئَ بِالْقَصْرِ يَكُوْنُ لَحْنًا جَلِيًّا وَخَطَأً فَاحِشًا۔ مُخَالِفًا لِمَا ثَبَتَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطُّرُقِ الْمُتَوَاتِرَةِ۔ وَكَذَا اِذَا زَادَ فِی الْمَدِّ الْاَصْلِیِّ وَالطَّبْعِیِّ عَلٰی مَدِّ الْعُرْفِیِّ مِنْ قَدْرِ اَلِفٍ بِاَنْ جَعَلَهٗ قَدْرَ اَلِفَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ كَمَا يَفْعَلُهُ اَكْثَرُ الْاَئِمَّةِ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَفِيَّةِ فِی الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ فَاِنَّهٗ مُحَرَّمٌ قَبِيْحٌ لَاسِيَّمَا وَقَدْ يَقْتَدِیْ بِهِمْ بَعْضُ الْجَهَلَةِ وَيَسْتَحْسِنُ مَا صَدَرَ عَنْهُمْ مِنَ الْقِرَاءَةِ۔ (ص۵۶)

شیخ محمد مکی نصرؒ اور ملا علی قاریؒ کی مذکورہ دونوں عبارتوں کا قدرِ مشترک ایک ہی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح مد لازم و مد واجب میں قصر

کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور اگر اسمیں قصر کیا گیا تو لحن جلی، خطار فاحش، اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق منقول و متواتر کے خلاف ہو گا۔ اسی طرح مد طبعی و مدِ اصلی میں ایک الف کی مقدار سے زائد مد کرنا بھی خطار فاحش اور لحن جلی ہو گا۔ اکثر حضرات جو شوافع اور احناف میں سے حرمین شریفین میں ایسا کرتے ہیں تو بلاشبہ حرام و قبیح ہے۔ یہ حکم مطلق ہے نماز اور اذان دونوں کو شامل ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (جو ان کی شہرہ آفاق کتاب ہے) میں ارقام فرماتے ہیں۔

وَاِطْلَاقُ مَدِّ اَلِفِ اللّٰهِ وَمَا بَعْدَهٗ غَيْرُ صَحِيْحٍ لِاَنَّهٗ يَجُوْزُ قَصْرُهٗ۔ وَتَوَسُّطُهٗ وَمَدُّهٗ قَدْرَ ثَلَاثِ اَلِفَاتٍ حَالَةَ الْوَقْفِ۔

یعنی اللہ کے الف میں مد کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس میں صرف قصر جائز ہے، اور توسط و مد بقدر تین الف۔ بحالت وقف ہوتا ہے۔ (باب الاذان ص۴۱۸)

ردالمحتار المعروف بالشامی اس سلسلہ میں شامی میں درج ذیل عبارت ہے۔

اَلتَّرْجِيْعُ بِالْقُرْاٰنِ وَالْاَذَانُ بِالصَّوْتِ الطَّيِّبِ طَيِّبٌ اِنْ لَمْ تَرِدْ فِيْهِ الْحُرُوْفُ وَاِنْ زَادَ كُرِهَ لَهٗ۔ ص۲۷

یعنی خوش آوازی سے قرآن کریم پڑھنا اور اذان دینا پسندیدہ امر ہے بشرطیکہ اسکے اندر لحن کیوجہ سے حروف میں اضافہ نہ ہو۔ اور اگر اضافہ ہو گیا تبدیلی ہوگی تو مکروہ ہے۔



ذخیرہ | ذخیرہ میں یہ عبارت ہے۔

اِنْ کَانَتِ الْاَلْحَانُ لَا تُغَیِّرُ الْکَلِمَةَ عَنْ وَضْعِهَا لَا تُؤَدِّیْ اِلٰی تَطْوِیْلِ الْحُرُوْفِ حَصَلَ التَّغَنِّیْ بِهَا حَتّٰی یَصِیْرَ الْحَرْفُ حَرْفَیْنِ بَلْ لِتَحْسِیْنِ الصَّوْتِ وَتَزْیِیْنِ الْقِرَاءَةِ لَا یُوْجِبُ فَسَادَ الصَّلٰوةِ۔ وَذٰلِكَ مُسْتَحَبٌّ عِنْدَنَا فِی الصَّلٰوةِ وَخَارِجِهَا۔ وَاِنْ کَانَ یُغَیِّرُ الْکَلِمَةَ عَنْ وَضْعِهَا یُفْسِدُ الصَّلٰوةَ۔ لِاَنَّهٗ مَنْهِیٌّ۔ وَاِنَّمَا یَجُوْزُ اِدْخَالُ الْمَدِّ فِیْ حُرُوْفِ الْمَدِّ وَاللِّیْنِ وَالْهَوَائِیَّةِ وَالْمُعْتَلِّ۔ شامی ص ۳۹۳ ج ۵ (بیروت)، باب الحظر والاباحة

یعنی اگر الحان سے کلمہ اپنی ہیئت سے نہ بدلے۔ اور نہ حروف میں تطویل ہو کر ایک حرف دو حرف بن جائیں۔ بلکہ صرف آواز کو بہتر بنانے کے لئے ہے تو یہ مستحب ہے اور اگر کلمہ اپنی اصل وضع سے بدل جائے۔ اور اپنے معنیٰ سے نکل جائے تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اور مد، حروف مد ولین اور معتل میں ہوتا ہے۔ (جبکہ اس کے بعد مد کا سبب موجود ہو)

حنفیہ کے بہت بڑے ترجمان علامہ ابن الہمام | علامہ ابن الہمامؒ (حنفیہ کے مشہور ترجمان) اپنی مشہور کتاب فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔ وَیَدْخُلُ فِی الْخِیَارِ اَیْضًا مَنْ لَا یَلْحَنُ الْاَذَانَ لِاَنَّهٗ لَا یَحِلُّ۔ وَتَحْسِیْنُ الصَّوْتِ مَطْلُوْبٌ۔ وَلَا تَلَازُمَ بَیْنَهُمَا وَقَیَّدَهُ الْحُلْوَانِیُّ بِمَا هُوَ ذِکْرٌ فَلَا بَأْسَ بِاِدْخَالِ الْمَدِّ فِی الْحَیْعَلَتَیْنِ۔ فَظَهَرَ مِنْ هٰذَا اَنَّ التَّلْحِیْنَ هُوَ اِخْرَاجُ الْحَرْفِ عَمَّا یَجُوْزُ لَهٗ فِی الْاَدَاءِ۔ فتح القدیر (بیروت) ص ۲۴۳ ج ۱

ترجمہ:۔ اور نیز (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول۔ لیؤذن لکم خیارکم میں) خیار میں وہ شخص بھی داخل ہے جو اذان کے اندر لحن نہ کرتا ہو۔ کیونکہ لحن (اذان کے اندر) جائز نہیں۔ اور تحسین صوت (بہر حال) امر مطلوب ہے۔ اور ان دونوں کے اندر کوئی تلازم نہیں ہے۔ اور امام حلوانیؒ نے اس (لحن کے عدم جواز) کو ان الفاظ کے ساتھ مقید کیا ہے جو ذکر کے قبیل سے ہوں۔ لہٰذا حیعلتین کے اندر مد کرنے

میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ بہرحال اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ تلحین، حرف کو اس کی ادائیگی کی حد جواز سے نکال دینا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری۔ المعروف بفتاویٰ الھندیہ ہندوستان کے مشہور بادشاہ اور عالم و بزرگ حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ کے زمانہ اور ان کی زیرِ نگرانی مرتب شدہ کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے

وَيُكْرَهُ التَّلْحِيْنُ وَهُوَ التَّغَنِّيْ بِحَيْثُ يُؤَدِّيْ إِلٰى تَغَيُّرِ كَلِمَاتِهٖ كَذَا فِيْ شَرْحِ الْمَجْمَعِ لِابْنِ الْمَلِكِ وَتَحْسِيْنُ الصَّوْتِ لِلْأَذَانِ حَسَنٌ مَالَمْ يَكُنْ لَحْنًا۔ كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ۔ عالمگیری ص۵۶ ج۱۔ (کوئٹہ) باب الاذان۔

ترجمہ:۔ اذان میں تلحین یعنی اس طرح آواز بنا کر پڑھنا جس سے کلماتِ اذان میں تغیر ہو جائے مکروہ ہے۔ اور اذان کو اچھی آواز سے پڑھنا بہرحال امر مستحسن ہے جب تک اسمیں لحن (مذکور) نہ ہو۔

التعلیق الصبیح حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ اپنی کتاب "التعلیق الصبیح" شرح مشکوۃ میں باب الاذان کے تحت حضرت عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ سے منقول روایت حضرت بلالؓ کی آواز کے متعلق لکھتے ہیں۔

فَإِنَّهٗ أَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ أَيْ أَرْفَعُ صَوْتًا مِنْكَ۔ قَالَ الطِّيْبِيُّ يُؤْخَذُ مِنْهَا اِسْتِحْبَابُ كَوْنِ الْمُؤَذِّنِ رَفِيْعَ الصَّوْتِ وَحَسَنَهٗ۔ (ج۱۔ ص۲۹۴)

یعنی علامہ طیبیؒ نے اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ مؤذن کو رفیع الصوت، بلند آواز نیز اچھی آواز کا حامل ہونا چاہیئے۔ مذکورہ روایت صاحبِ مشکوۃ نے ابوداؤد (ص۷۲ باب بدء الاذان) سے نقل کی ہے۔ جسمیں پیغمبر علیہ السلام نے راوی سے حضرت بلالؓ کے بارے میں مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا۔ اور أَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ کی تشریح سب ہی حضرات أَرْفَعُ صَوْتًا مِنْكَ سے کرتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں
"زیراکہ بدرستی نرم تر و بلند تر و شیریں تر و بہتر است آوازِ وے از آوازِ تو"
یعنی حضرت بلال رضؓ کی آواز حضرت عبداللہ بن زید بن عبدِ ربّہٖ کی آواز سے عمدہ، بہتر، پُرکشش اور بلند تھی۔ (باب الاذان ص۳۳۳ نول کشور۔
ابوداؤد باب رفع الصوت بالأذان کے تحت روایت میں الفاظ ہیں۔
قَالَ الْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ مَدٰى صَوْتِهٖ الخ۔ مَدٰى صَوْتِهٖ۔ کے معنیٰ ہیں مُنتہائے آواز
(الخطابی وابن الاثیر حاشیۂ ابوداؤد شریف ص۷۲)
اور ظاہر ہے کہ کلماتِ اذان دور تک پہنچانے کے لئے کسی مرفوع الصوت اور بلند بانگ آدمی ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ اس کا بھی لحاظ ہو کہ حتی الامکان مؤذن پُرکشش اور عمدہ آواز کا بھی مالک ہو تاکہ آواز سن کر لوگوں کے قلوب کھنچیں اور لوگ متوجہ ہوں۔ لوگ آواز کی کراہت سے بدکیں نہیں اور متنفر نہ ہوں۔ یہ کہنا کہ اذان میں اِجہار اور جہر مقصود ہے۔ اور یہ جہر بغیر حرفوں کو زیادہ سے زیادہ کھینچے ممکن نہیں۔ اس لئے مد کرنا جائز ہے اور مطلوب ہے یہ عجیب بات ہے۔
واضح ہو کہ آواز میں قوت اور بلندی کا تعلق انسان کے سینے اور پھیپھڑوں کی مضبوطی اور قوت سے ہے۔ جس کے سینے میں جتنی طاقت ہوگی۔ اس کی آواز اتنی ہی بلند ہوگی۔ کمزور اور ضعیف سینے والا انسان جس کے پھیپھڑوں میں قوت نہ ہو کتنی ہی دیر تک مد کرتا رہے اس کی آواز جائے اذان سے بھی باہر نہ جائے گی۔ حضرت محدث دہلویؒ کے تشریحی الفاظ پر ایک نظر پھر ڈال لیجئے۔ فنِ تجوید و قرارت کی معلوم و مشہور شخصیت المقری محب الدین احمد الٰہ آبادیؒ سے اس قسم کا سوال کیا گیا تھا۔
سوال:۔ مؤذنین اذان میں عام طور پر لفظ اللہ پر مد کرتے ہیں اور ایسا تعامل

حرم شریف اور بڑے علمی اداروں میں بھی ہے۔ جبکہ یہ کتب فقہیہ کے دیکھنے سے پسندیدہ معلوم نہیں ہوتا کیا قرارت کی کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے ؟

جواب :۔ اذانوں میں لفظ اَللّٰہ پر مد کرنا ثابت نہیں۔ ایک معمول سا ہو گیا ہے کہ بغرضِ الاِعلان اذان کے وقت لفظ اللّٰہ میں مد کرتے ہیں۔ حالانکہ اسبابِ مد میں سے کوئی بھی سبب نہیں پایا جاتا ہے۔ فقط (التبیان ص۱۳۶)

دورِ جدید کے عربی عالم ماہر تجوید و قرارت "حضرت حسینی شیخ عثمان" اپنی مقبول اور معتبر کتاب "حَقُّ التِّلَاوَة" میں شیخ محمد مکی نصر المذکور کی عبارت کی تائید فرماتے ہوئے تقریباً وہی عبارت لکھتے ہیں۔ (ص۱۵۱)

موصوف "تجوید الاذان والاقامۃ" کے عنوان سے ایک مستقل باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کَمَا یَنْبَغِیْ عَلَی الْمُؤَذِّنِ اَنْ یُّجَوِّدَ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ، فَیُطَبَّقُ فِیْ تَجْوِیْدِ الْاَذَانِ مَا یُطَبَّقُ فِیْ تَجْوِیْدِ الْقُرْاٰنِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ۔

یعنی جیسا کہ مؤذن کے لئے واجب یہ ہے کہ اذان و اقامت میں قواعدِ تجوید کی رعایت کرے لہٰذا اذان کی تجوید کو قرآن کی تجوید کے ساتھ بالکلیہ موافق اور مطابق کیا جائے۔ (حق التلاوۃ ص۱۸۹)

"فَاَكْثَرُ مَا يَقَعُ الْمُؤَذِّنُوْنَ بِاللَّحْنِ فِيْ" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"وَزِيَادَةُ الْمَدِّ الْاَصْلِيِّ عَنْ حَرَكَتَيْنِ فِيْ اَلِفِ لَفْظِ الْجَلَالَةِ اَللّٰهِ، حِيْنَ وَصَلَهَا بِمَا بَعْدَهَا كَمَا زَادَهُ فِيْ قَوْلِهٖ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ"

یعنی مؤذنین جن غلطیوں کے زیادہ مرتکب ہوتے ہیں ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ لفظ اللہ کو مابعد کے ساتھ وصل کرتے ہوئے اس کے الف کو دو حرکتوں سے زیادہ کر کے پڑھتے ہیں۔ جیسے اللہ اکبر کے اندر دو حرکتوں سے زیادہ

اس کے الف کو پڑھا جائے اسی طرح فجر کی اذان میں اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے لام کے الف میں غلطی کی جارہی ہے" (ص ۱۹۰)

مصنف محترم کلماتِ "اذان میں ہونے والی نوع بنوع کی غلطیوں کی نشاندہی کرنے کے بعد اخیر میں فرماتے ہیں۔

"کُلُّ ھٰذَا...... مِنَ اللَّحْنِ الَّذِیْ یَنْبَغِیْ تَجَنُّبُہٗ وَیَمْتَنِعُ قُبُوْلُہٗ وَیَجِبُ اِنْکَارُہٗ عَلٰی مُرْتَکِبِہٖ"

یعنی ایسی تمام غلطیوں سے اجتناب ضروری، اس کا ماننا ممنوع، اسکے مرتکب پر نکیر واجب ہے۔

اپنی عبارت پر حاشیہ لکھتے ہوئے مزید فرماتے ہیں۔

مؤذنین اور مبلغین پر واجب ہے کہ اہلِ ادا اور اہل علم سے اذان و اقامت کی تصحیح کریں اور صحتِ ادا کے لئے ان کے پاس مشق کریں۔ بالکل اسی طرح ضروری ہے اہل علم کے لئے کہ یہ حضرات ایسی غلطیوں میں جو مبتلا ہیں ان پر نکیر کریں اور انھیں متوبہ کریں (ص ۱۹۱)

مولانا عاشق الٰہی بلند شہری موجودہ زمانہ کے معتبر عالم حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مہاجر مدنی مدظلہ العالی اپنی نفیس کتاب "التحفۃ المرضیہ" فی شرح المقدمۃ الجزریہ" میں رقمطراز ہیں۔ "مدِ طبعی کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا..... غلط اور خطارِ فاحش ہے جیسا کہ حرمین شریفین میں ایسا اکثر ائمہ کرتے ہیں یہ حرام اور قبیح ہے ...... جاہل لوگ ان کا اتباع کرتے ہیں۔ ان کی قراءت کو صحیح سمجھتے ہیں اس اعتبار سے انکا اس طرح پڑھنا اور زیادہ قبیح ہے"۔ ص ۱۱۵، ۱۱۶

کتابُ الفقہ علی مذاہب الاربعہ کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ میں "اَلتَّغَنِّیْ بِالْاَذَان" (کتاب الصَّلوٰۃ) کے عنوان کے تحت عبارت یہ ہے۔

اَلتَّغَنِّیْ وَالتَّرَنُّمُ فِی الْاَذَانِ بِالطَّرِیْقَۃِ الْمَعْرُوْفَۃِ عِنْدَ النَّاسِ فِیْ زَمَانِنَا هٰذَا لَایُقِرُّهَا الشَّرْعُ لِاَنَّهٗ عِبَادَۃٌ یُقْصَدُ مِنْهَا الْخُشُوْعُ لِلّٰهِ تَعَالٰی۔

یعنی اذان میں راگ اور لے کا پیدا کرنا جیسا کہ اس زمانہ میں عام طور سے ہو رہا ہے کوئی شرع کی مقرر کردہ بات نہیں ہے۔ کیونکہ اذان عبادت ہے اس سے غرض خشوع ہے (نہ کہ راگ نکالنا)۔"

اس کے بعد مذاہب اربعہ کی تفصیل مذکور ہے۔

◯ اَلشَّافِعِیَّۃُ قَالُوْا! اَلتَّغَنِّیْ هُوَالْاِنْتِقَالُ مِنْ نَغْمٍ اِلٰی نَغْمٍ وَالسُّنَّۃُ اَنْ یَّسْتَحِقَّ الْمُؤَذِّنُ فِیْ اَذَانِهٖ عَلٰی نَغْمٍ وَّاحِدٍ۔

◯ اَلْحَنَابِلَۃُ قَالُوْا! اَلتَّغَنِّیْ هُوَالْاِطْرَابُ بِالْاَذَانِ وَهُوَمَکْرُوْهٌ عِنْدَهُمْ۔

◯ اَلْحَنَفِیَّۃُ قَالُوْا! اَلتَّغَنِّیْ بِالْاَذَانِ حَسَنٌ اِلَّا اِذَا اَدّٰی اِلٰی تَغَیُّرِ الْکَلِمَاتِ بِزِیَادَۃِ حَرَکَۃٍ اَوْحَرْفٍ فَاِنَّهٗ یَحْرُمُ فِعْلُهٗ وَلَا یَحِلُّ سِمَاعُهٗ۔

◯ اَلْمَالِکِیَّۃُ قَالُوْا! یُکْرَهُ التَّطْرِیْبُ فِی الْاَذَانِ لِمُنَافَاۃِ الْخُشُوْعِ اِلَّا اِذَا تَفَاحَشَ عُرْفًا فَاِنَّهٗ یَحْرُمُ۔" (ج ۱ ص ۳۲۲)

یعنی شافعیہ کہتے ہیں: تغنّی کے معنیٰ راگ سے راگ نکالنے کے ہیں حالانکہ سنت یہ ہے کہ مؤذن پوری اذان میں ایک ہی لے کو برقرار رکھے۔

حنابلہ کہتے ہیں:۔ تغنّی کے معنیٰ اذان میں سُر نکالنا ہے اور یہ فعل ان کے نزدیک (بہر حال) مکروہ ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں:۔ اذان میں غِنا کی کیفیت اچھی بات ہے لیکن اس طرح نہیں کہ حرف یا حرکت کی زیادتی سے الفاظ کچھ کے کچھ ہو جائیں ایسا کرنا حرام ہے اور ایسی اذان کا سننا بھی جائز نہیں۔

مالکیہ کہتے ہیں:۔ اذان میں لَے کا نکالنا مکروہ ہے کیونکہ یہ امر خشوع کے

خلاف ہے اور اگر یہ کیفیت زیادہ ہو جائے تو حرام ہے۔

حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم | "آدابِ اذان و اقامت" ص۴۸ کی عبارت "اذان میں لفظ اللّٰہ کو ایک الف سے زائد کھینچنا چاہیے" پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"مگر بہت زیادہ کھینچنا درست نہیں بعض مؤذنوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جبتک سانس میں گنجائش رہتی ہے کھینچتے رہتے ہیں یہ ناجائز ہے۔"

"امام ابو محمد جُوینی "تبصرہ" میں لکھتے ہیں۔ "وَلَا یَجُوْزُ الْمَدُّ اِلَّا عَلَی الْاَلِفِ الَّتِیْ بَیْنَ اللَّامِ وَالْهَاءِ وَلَا یُخْرِجُهَا بِالْمَدِّ عَنْ حَدِّ الْاِقْتِصَادِ لِلْاِفْرَاطِ۔

(شرح المہذب للنووی ج ۳ ص۲۹۲)"

اور یہ واضح رہے کہ تمام مد اور ان کی مقادیر کی تفصیلات اور حد و دو قیود علم تجوید وقرارت کے ائمہ و ماہرین نے نقل و روایت کو پیش نظر رکھ کر بیان فرمادی ہیں اور انھیں کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق...... دیگر مواقع اور کلمات میں مد کیا جاتا ہے۔ اور خلاف کے مرتکب پر نکیر کی جاتی ہے۔ لٰہذا مذکورہ عبارت "وَلَا یُخْرِجُهَا بِالْمَدِّ عَنْ حَدِّ الْاِقْتِصَادِ لِلْاِفْرَاطِ۔" کا وہی مطلب ہو گا جو ملا علی قاری رحؒ نے مرقاۃ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت مولانا پالنپوری مدظلہٗ آگے ارقام فرماتے ہیں۔

"بلکہ علامہ ابن حجر ہیثمی رحؒ تو اذان میں اللّٰہ، الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحُ کے لام کو مطلقاً ایک الف سے زائد کھینچنا لحن خفی قرار دیتے ہیں۔ مگر ملّا علی قاری رحؒ نے مرقاۃ شرحِ مشکوٰۃ میں حالتِ وقف میں یعنی جہاں مدِ عارض وقفی ہے، ان کے قول کو تسلیم نہیں کیا ہے، البتہ جہاں مدِ اصلی ہے...... یعنی تکبیر میں جو لفظ اللّٰہ ہے اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ میں جو اَلصَّلٰوۃُ ہے اس میں ابن حجر کے قول کو برقرار رکھا ہے

لہٰذا اذان دینے والوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے اور تکبیر کے لفظ اللہ کو بہت زیادہ نہیں کھینچنا چاہیئے۔"

دار العلوم دیوبند کے مفتی صاحب مدظلہ | اذان میں اس افراط و تفریط سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے دار العلوم دیوبند کے مفتی حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم ارقام فرماتے ہیں۔

"..... تو اذانِ صلوٰۃ میں جہر "مدیٰ صَوْتِہٖ" وغیرہ روایت کے مطابق مؤذّن کا اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ جہر کرنا اور "مدیٰ صوتہ" اپنی آواز کو زیادہ سے زیادہ دور تک پہونچانا شرعاً مطلوب ہوگا اسی لئے اس جہر میں تحسینِ صوت کے لئے حدودِ شرع میں رہتے ہوئے مد کرنا شرعاً مطلوب ہوگا۔"

آگے لکھتے ہوئے فرماتے ہیں!

"اور یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الاذان وغیرہ..... کی عبارات سب واجب اللحاظ والعمل ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے مسئلہ کے متعلق چند روایات و احادیث ذکر کی ہیں انکی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اور ان سب روایات اور عبارات و دلائل کا حاصل یہ نکلا کہ اذان کے کسی کلمہ میں کسی حرکت یا حرف کی زیادتی و کمی کے بغیر اور آواز بگاڑے بغیر "مدیٰ صَوْتِہٖ" وغیرہ دلائل کے پیشِ نظر اپنی بلند سے بلند آواز سے اس طرح اذان دی جائے کہ اس میں گانے کی آواز پیدا ہونے کا کوئی شائبہ نہ رہے۔ ہاں اگر تحسینِ صوت کے لئے تطویلِ نفس کرنے سے مدِ لغوی (یعنی حروفِ مدہ کو ان کی اصلی اور ذاتی وطبعی مقدار ایک الف یا دو حرکت کے برابر پڑھنا) کی صورت پیدا ہو تو اس میں مضائقہ نہ ہوگا بشرطیکہ اہل تجوید اور ائمہ مجوّدین کے

اصول کے خلاف اور ان کا اصطلاحی مد (مدِ فرعی، زائد از ایک الف) نہ ہو جائے۔"

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی اس تحریر سے یہ وضاحت بھی ہوتی ہے کہ یہ مسئلہ علمِ تجوید و قراءت سے لاتعلق نہیں ہے اور یہ کہ اذان میں اہلِ تجوید اور ائمہ مجوّدین کے بیان کردہ اصول و ضوابط کی پابندی ضروری ہے۔

بنگلہ دیش سے آیا ہوا ایک استفتاء اور اسکا جواب

ذیل میں الجامعۃ العربیہ امداد العلوم فریدآباد ڈھاکہ بنگلہ دیش سے (۳ر ذی قعدہ ۱۴۱۳ھ) آیا ہوا ایک استفتاء اور اس کا جواب درج کیا جاتا ہے۔

مدرسہ ہٰذا کے ایک استاذ مولانا عبدالحفیظ صاحب نے متعدد مسائل کے ضمن میں ایک سوال یہ بھی کیا ہے کہ۔

س:۔ بعض حضرات ملا علی قاریؒ اور ابنِ حجر (ہیثمی) کے قول اور مرقاۃ (شرح مشکوٰۃ) کے پیشِ نظر اذان کے لفظ اللّٰہ کے لام کو ایک الف سے زائد کھینچنے کو شدّ و مدّ سے منع کر رہے ہیں، اس میں مندرجہ ذیل امور کے پیشِ نظر کچھ کھٹکا ہو رہا ہے منجملہ اذان میں اِظہار اور اِجہار کا مقصد معمولی ایک الف کی مقدار سے ادا نہیں ہو سکتا۔ زور سے آواز نکلتے ہی ایک الف ہو جاتی ہے۔ پھر اس پر بس کیا جائے تو آواز پھیل ہی نہیں سکے گی۔"

الجواب وباللّٰہ التوفیق!

وَلَا بَأْسَ بِالتَّطْرِيبِ فِي الْأَذَانِ وَهُوَ تَحْسِينُ الصَّوْتِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَغَيَّرَ فَإِنْ تَغَيَّرَ بِلَحْنٍ أَوْ مَدٍّ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ كُرِهَ وَقَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحُلْوَانِيُّ إِنَّمَا يُكْرَهُ ذٰلِكَ فِيمَا كَانَ مِنَ الْأَذْكَارِ أَمَّا فِي قَوْلِهٖ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ وَحَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ لَا بَأْسَ فِيهِ بِإِدْخَالِ الْمَدِّ" قاضی خان علیٰ عالمگیری ج۱ ص۷۸ وفی تنویر الابصار ج۱ ص۲۰۹ مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ دیوبند

فِی بَابِ الاَذَانِ وَلَا لَحْنَ فِیْهِ اَیْ تَغَنِّیْ بِغَیْرِ کَلِمَاتٍ قَالَ فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ اَیْ بِزِیَادَۃِ حَرْکَۃٍ اَوْحَرْفٍ اَوْمَدٍّ فِی الْاَوَائِلِ وَالْاَوَاخِرِ کَذَا فِی الْفَلَاحِ (ص۱۰)

یعنی اذان میں آواز کو عمدہ اور بہتر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اس شرط کے ساتھ کہ اذان میں کوئی تغیر پیدا نہ ہو لہٰذا اگر قواعدِ تجوید کے خلاف ادائیگی یا مد کو زیادہ کرنے یا اس کے مشابہ کسی چیز کے ارتکاب کرنے کی وجہ سے اذان میں تغیر پیدا ہو جائے تو یہ مکروہ ہو گا۔

شمس الائمہ حلوانی نے کہا ہے کہ یہ (مد کا زیادہ کرنا) اذان کے اندر مکروہ ہے۔ اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں مد کو زیادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ترجمہ از مرتب)

فقہا کی مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ ان الفاظ میں جو اذکار کے قبیل سے ہیں (مثلاً لفظ اللہ) مدِ اصلی کو اس کی مقدار (ایک الف یا دو حرکت کے برابر) سے زیادہ کھینچکر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ حرف یا حرکت یا گانا نہ بن جائے۔

اس بارے میں جو "کھٹکا" ہے اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ:۔

"جن لوگوں کو گانے کی عادت پڑ گئی ہے انکے لئے اسوقت تک اجہار حاصل نہ ہو گا جب تک کہ اپنے سانس کو ختم نہ کر دیں لیکن جبکا یہ مزاج نہ ہو اور انکی آواز بھی بلند ہو تو لفظ اللہ کے لام کو ایک الف کی مقدار کھینچنے سے انکی اذان میں اجہار حاصل ہو جاتا ہے۔"

اور حضرت بلال رضؓ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "فَاِنَّهٗ اَنْدٰی وَاَمَدُّ صَوْتًا مِنْکَ" میں لفظ اَمَدُّ صَوْتًا سے کلماتِ اذان میں بیجا طول دینے کا شبہ نہ کیا جائے اس لئے کہ امد صوتا کی تفسیر اہل لغت نے اَبْعَدُ صَوْتًا سے کی ہے

جس کا حاصل اَرۡفَعُ صَوۡتًا ہے۔
تفصیل کے لئے دیکھئے ..... معارف السنن ج ۲ ص ۱۸۱)

غرض اذان میں مقصود اجہار اور رفعِ صوت ہے۔ جس کا تعلق پھیپھڑوں کی قوت سے ہے درازئ صوت مقصود نہیں ہے۔ وَاللّٰہ تعالیٰ اَعۡلم۔

مندرجہ بالا جواب کے نیچے دار العلوم دیوبند کے دار الافتاء کے تین اراکین کے دستخط ثبت ہیں...... حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مفتی دار العلوم دیوبند ۲۲-۱۲-۱۴۱۳ھ
الجواب صحیح محمد ظفیر الدین۔ الجواب صحیح کفیل الرحمٰن نشاط۔

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مدظلہٗ جونپوری | موجودہ دور کے ایک معتبر اور صاحب بصیرت عالم حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جونپوری مدظلہٗ شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور سے مذکورہ مسئلہ سے متعلق دریافت کیا گیا تو موصوف نے ایک تفصیلی جواب مرحمت فرمایا۔ راقم نے مسئلہ ہذا سے متعلق ایک ابتدائی تحریر چار صفحات پر مشتمل ارسال خدمت کی تھی۔

موصوف آغازِ تحریر میں ارقام فرماتے ہیں۔

"پورا رسالہ از اول تا آخر دیکھا۔ حوالے وغیرہ تلاش کئے اور بعد مطالعۂ کتب جو رائے قائم ہوئی وہ عرض کی جاتی ہے...... جس کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ مسلکِ حق اور مطابقِ جمہور وہی رائے ہے جو آپ نے پیش فرمائی ہے۔ البتہ گنجائش معمولی سی ہی سہی دوسرے پہلو کی بھی ہے لہٰذا صحیح صورت اور واقعی مسلک تو بیان کر دیا جائے لیکن اذان پر نکیر میں شدت نہ برتی جائے...."
حضرت مولانا آگے چل کر فرماتے ہیں۔

"ملحوظ رہے کہ اس تمام تر تنقید میں دوسری طرف (یعنی مد کے قائلین کیلئے) گنجائش کا پہلو بنایا گیا ہے ورنہ اصل اور مطابقِ جمہور وہی بات ہے جس کو (راقم)

کے مضمون میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کی تائید میں "اَلسِّعَایَۃ" کی عبارت پیش ہے جس کا ظاہر و باطن دیکھنے سے دونوں پہلوؤں کی حیثیت ظاہر ہو جاتی ہے ص۱۴ پر فرماتے ہیں۔

قَوْلُہٗ فَلَا یَنْقُصُ شَیْئًا مِنْ حُرُوْفِہٖ اَلْخ ھٰذَا بِظَاھِرِہٖ یُفِیْدُ اَنَّہٗ یُکْرَہُ التَّلْحِیْنُ فِیْ جَمِیْعِ کَلِمَاتِ الْاَذَانِ وَعَلَیْہِ الْجُمْھُوْرُ وَنُقِلَ فِی الْبَحْرِ وَغَیْرِہٖ عَنِ الْحُلْوَانِیْ اَنَّ کَرَاھَتَہٗ اِنَّمَا فِی الذِّکْرِ وَالثَّنَاءِ

اَمَّا لَوْ لَحَنَ فِی الْحَیْعَلَتَیْنِ بِاَنْ زَادَ الْمَدَّ لِتَحْسِیْنِ الصَّوْتِ وَنَحْوِہٖ فَلَا یُکْرَہُ

قُلْتُ اَیِ الْعَلَّامَۃُ اللَّکْنَوِیْ وَمَا اَجْھَلُ مُؤَذِّنِیْ زَمَانِنَا حَیْثُ یَلْحَنُوْنَ فِی الْاَذَانِ فَبَعْضُھُمْ یَحْذِفُوْنَ الْوَاوَ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَبَعْضُھُمْ یَضُمُّ الرَّاءَ فِی الرَّسُوْلِ۔ وَبَعْضُھُمْ یَحْذِفُوْنَ الْاَلِفَ مِنْ اَکْبَرَ وَبَعْضُھُمْ یَمُدُّوْنَ الْیَاءَ فِیْ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، وَکُلُّ ذٰلِکَ لَحْنٌ مَمْنُوْعٌ بِالْاِتِّفَاقِ۔ (ص۱۵)

قَوْلُہٗ فَاَمَّا مُجَرَّدُ تَحْسِیْنِ الصَّوْتِ اَیْ بِلَا تَغَیُّرِ لَفْظِہٖ فَھُوَ حَسَنٌ ظَاھِرُ عِبَارَۃِ الْخُلَاصَۃِ۔۔۔۔ قَالَ تَحْسِیْنُ الصَّوْتِ لَا بَأْسَ بِہٖ مِنْ غَیْرِ تَغَنٍّ ......

وَعِبَارَۃُ قَاضِیْ خَان حَیْثُ قَالَ فِیْ فَتَاوٰہُ لَا بَأْسَ بِالتَّطْرِیْبِ فِی الْاَذَانِ وَھُوَ تَحْسِیْنُ الصَّوْتِ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَتَغَیَّرَ بِلَحْنٍ اَوْ مَدٍّ اَوْ مَا اَشْبَہَ ذٰلِکَ کُرِہَ۔ یَشْھَدُ بِاَنَّ تَرْکَہٗ اَوْلٰی۔

ترجمہ:۔ ماتن کے قول فلا ینقص الخ یعنی اذان کے حروف میں کچھ بھی کمی نہ کرے اسے بظاہر یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ اذان کے تمام کلمات میں لحن پیدا کرنا مکروہ ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے اور بحر وغیرہ میں شمش الائمہ حلوانی سے نقل کیا گیا ہے کہ اس تلحین کی کراہیت (اذان) کے ذکر و ثنا والے کلمات میں ہے۔

بہر حال اگر کوئی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں لحن کرے بایں طور کہ آواز

وغیرہ کو عمدہ کرنے کے لئے مد کو زیادہ کر دے تو مکروہ نہیں ہے، علامہ عبدالحیٔ لکھنوی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کے مؤذنین کتنے بڑے جاہل ہیں کہ اذان کے اندر لحن کرتے ہیں۔

چنانچہ ان میں سے بعض رسول اللہ کی واؤ کو حذف کر دیتے ہیں اور بعض رَسول کی را کو مضموم پڑھتے ہیں اور بعض اللہ اکبر سے الف کو حذف کر دیتے ہیں اور حیّ علی الصلوٰۃ میں یار کے اندر مد کرتے ہیں اور یہ سب بالاتفاق غلط، اور ممنوع چیزیں ہیں۔

اور مصنف کا قول' فاما مجرد الخ یعنی اذان کے الفاظ میں تغیر کے بغیر آواز کو خوبصورت کرنا ایک اچھی چیز ہے......

خلاصہ کی عبارت کا ظاہر یہ ہے کہ اذان میں راگ اور لے کی کیفیت پیدا کئے بغیر آواز کو خوبصورت بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور فتاویٰ قاضی میں قاضیخان کی اس عبارت (لاباس) سے پتہ چلتا ہے کہ مد کا ترک کرنا اولیٰ ہے اذان میں تو آواز کو خوبصورت بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ کلمات اذان میں کوئی تغیر نہ ہو اگر بوجہ تطریب ولحن یا مد کرنیکی وجہ سے جہاں مد نہیں ہے۔ یا اس کے مشابہ کسی دوسری غلطی کے ارتکاب کے باعث اذان میں کوئی تغیر ہو جائے تو یہ مکروہ ہے۔

بعض حضرات مد کئے جانے کے سلسلے میں المقری فتح محمد صاحب رحمہ اللہ کی کتاب مفتاح الکمال شرح تحفۃ الاطفال کے حوالے سے مفید الاقوال اور فتح الملک المتعال کی عبارت پیش کرتے ہیں۔

وَلَهٗ سَبَبٌ مَعْنَوِیٌّ کَالتَّعْظِیْمِ وَلِاَجْلِهٖ اَجَازَ الْفُقَهَاءُ مَدَّ اَلِفِ الْجَلَالَةِ اَرْبَعَ عَشَرَةَ حَرَکَةً فِی اللّٰهُ اَکْبَرُ۔

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مدظلہٗ العالی اس عبارت کے سلسلے میں فرماتے ہیں!

" مفید الاقوال اور فتح الملک المتعال جو تحفۃ الاطفال کی شرحیں ہیں ان سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اکبر کے اسم جلالہ میں فقہائے سات الف کے برابر مد کرنے کی اجازت دی ہے تو اب تک باوجود تلاش بسیار کے کسی فقیہ کا قول اس طرح کا نہیں ملا۔"

مولانا موصوف اپنی تحریر کے آخر میں فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

جیساکہ اوپر گذرا، بعض حضرات اسبابِ مد میں سے ایک ضعیف سبب سببِ معنوی کا سہارا لیتے ہوئے لفظ اللہ (وصلاً) میں مد کو جائز کہتے ہیں۔"

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ! **خلاصہ**

اولاً:۔ یہ سبب سببِ ضعیف ہے۔

ثانیاً:۔ یہ لائے نفی جنس میں ہے۔ نفی میں مبالغہ کرنے کے لئے ہے جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اور لَا مَرَدَّ وغیرہ اسی کو مدِ تعظیمی کہتے ہیں محقق ابن الجزریؒ نے مدِ تعظیمی کو لفظ اللہ میں نہیں کہا ہے۔

ثالثاً:۔ یہ بطریق شاطبی اور جمہور قراء کے نزدیک معمول بہا نہیں ہے۔

رابعاً:۔ یہ جمہور کے خلاف ہے۔

خامساً:۔ یہ قرائے سبعہ میں امام سادس حضرت امام حمزہ کوفی کے لئے ہے امام عاصم کوفی وغیرہ حضرات کے لئے نہیں۔

سادساً:۔ اس میں امام حمزہ کے لئے توسط ہے۔ طول وتطویل نہیں۔

سابعاً:۔ لفظ اللہ پر (وصلاً) اکثر حضرات بصراحت نہ صرف عدم جواز کے قائل ہیں بلکہ اسے اَقْبَحُ الْبِدْعَةِ وَاَشَدُّ الْكَرَاهَةِ قرار دیتے ہیں، صرف بعض لوگ

ہیں جو سببِ ضعیف کا سہارا لیتے ہوئے مد کو جائز کہتے ہیں اور اصول یہ ہے کہ جواز و عدمِ جواز میں، محرّم اور قبیح میں اختلاف کی صورت میں عدم جواز اور محرّم کو ترجیح ہوتی ہے ثامناً :۔ ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ لفظ اللہ (وصلاً) میں مد غلط ہوتا تو امت کا اجماع اس پر نہ ہوتا۔ کیونکہ کسی غلط امر پر امت کا اجماع نہیں ہو سکتا ہے۔ واضح ہو کہ اجماع خواص کا معتبر ہوتا ہے نہ کہ عوام کا۔ اور طبقہ خواص لفظِ اللہ پر مد طول و تطویل کے سلسلے میں بالکل مجتمع نہیں ہے۔ ہر دور اور ہر دائرہ میں عرب ہو یا عجم ہر جگہ اس کے خلاف ہمیشہ لکھا گیا ہے۔ اس کے خلاف برابر نکیر کی جاتی رہی ہے۔ ماسبق میں مندرجہ تصریحات سے اس کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

مضمون کی تائید میں ملک کے مقتدر علماء کرام کی تحریریں موصول ہوئیں جن میں سے چند تحریریں ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

تائیدات

۱۔ حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی مفتی دار العلوم دیوبند

اذان پنجوقتہ نمازوں کے لئے سنت مؤکدہ اور شعار اسلام میں داخل ہے، عربی زبان میں مخصوص الفاظ کے ساتھ مشروع ہے، جس سے فرض عین نمازوں کے وقت کا اعلان ہوتا ہے۔

سب سے پہلے صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں خواب یا بیداری کی درمیانی حالت میں ایک فرشتے کے ذریعہ اذان کے کلمات سکھائے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب و تصدیق فرمائی انہوں نے ۔۔۔۔۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت بلال رضؓ کو سکھایا پھر حضرت بلال کو اذان کہنے کا حکم ہوا کیونکہ وہ بلند

آواز تھے، اور وہ اذان دینے لگے۔

اذان میں عربی زبان کے کلمات ہیں۔ ان کے تلفظ کے لئے عربی زبان میں قواعد وضوابط مقرر ہیں، ان قواعد وضوابط کی رعایت کرنا بہرحال ضروری ہے، ان قواعد کی رعایت کئے بغیر اذان دینا درست نہیں۔

فقہاء کرام نے امام اور مؤذن کے اوصاف یکساں ذکر کئے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ مؤذن کے لئے بھی عالم متقی ہونا بہتر ہے۔ تاکہ اذان صحیح طریقہ پر سنت کے مطابق دی جا سکے۔

آج کل ہماری بے توجہی سے عموماً ناخواندہ غیر شرعی وضع قطع رکھنے والے مؤذن اذان دے رہے ہیں جو اذان کے احکام ومسائل سے یکسر ناواقف ہوتے ہیں، کلماتِ اذان کا صحیح تلفظ نہیں جانتے ہیں، ان کلمات میں ضابطے کے خلاف غیر معمولی کشش کرتے ہیں۔ اپنے سانس کی لمبائی دکھانے کے لئے اس درجہ کھینچتے ہیں کہ اذان میوزک اور گانے کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے، ٹیپ رکارڈ اور ریڈیو پر آنے والی اذانوں کی نقل سے اور زیادہ بے اعتدالی آگئی ہے، سادہ اذان کا رواج ختم ہو گیا ہے، الاپنا، راگ میں راگ نکالنا اور گانے کی نقل کرنا مستقل مزاج بن گیا ہے۔ جس سے اذان کی روح جاتی رہی۔

ستم بالائے ستم کہ اس طرح غلط دی جانے والی اذانوں کی اصلاح نہیں کی جاتی بلکہ ایسی اذانوں کی اور تحسین کی جاتی ہے، یہ مرض عام ہو رہا ہے، عوام وخواص، شہروں اور قصبات میں حتیٰ کہ دیہاتوں میں بھی پھیل چکا ہے، ضرورت ہے کہ اہل علم اس کی اصلاح کی طرف توجہ کریں، اور اس بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کریں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مصلح الامت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب

(ہردوئی) دامت برکاتہم کو وہ ایک عرصے سے اس کی اصلاح کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اب عزیزِ محترم مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی سلمہٗ نے ان کی کوشش کو آگے بڑھانے اور اصلاحِ اذان کے پروگرام کو پورے ملک اور بیرونِ ملک میں پھیلانے کے لئے کتابچہ کی شکل میں تحریر فرمادیا ہے۔ عزیز موصوف نے اذان میں ہونے والی غلطیوں کو بڑی تفصیل کے ساتھ دلائل کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور ماشاء اللہ اپنی کوشش میں کامیاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کو لوگوں کے لئے اپنی اپنی اذانوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے، اسے بیحد مقبول اور نفع بخش بنائے اور مؤلف کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے (آمین) فقط

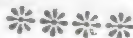
حبیب الرحمٰن خیرآبادی عفا اللہ عنہ، خادم دار الافتاء دار العلوم دیوبند
۱۱ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ



۲- حضرت مولانا مفتی محمد حنیف صاحب مدظلہٗ مفتی مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور

مضمون کو بغور دیکھا گیا، ماشاء اللہ خوب کاوش فرمائی ہے، اس بے بضاعت کی رائے میں احوط تو وہی ہے جو آنجناب نے تحریر فرمایا ہے۔"........ اعمال تو اس کا تا حدِ امکان ہونا چاہیئے"۔ حضرت مفتی صاحب کی مزید مفید تحریر پیچھے مضمون میں شامل ہے۔

(ناکارہ) محمد حنیف غفرلہٗ
خادم مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور
۱۵/۱/۱۴ھ



۳/

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہٗ مفتی دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

آج کل اذان کے کلمات میں ضرورت سے زیادہ کھینچ تان کا رواج پڑگیا ہے، جس سے علماء اسلام نے روکا ہے اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے، آج بھی کچھ پرانے علماء اس کھینچ و تان کو جو قاعدہ کے خلاف ہے، پسند نہیں کرتے ہیں، دار الافتاء سے اس سلسلہ میں برابر لکھا جارہا ہے کہ اعتدال پیدا کیا جائے اور مروج طریقہ بند کیا جائے۔

اذان میں اس کھینچ تان کا تعلق تجوید سے بھی ہے، اس لئے دار العلوم دیوبند کے مشہور مجوّد مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی زید مجدہٗ سے بھی سوال کیا گیا تھا۔ قاری صاحب موصوف ماشاء اللہ فاضل دیوبند بھی ہیں اور بہت ساری کتابوں کے مصنف بھی ہیں، انھوں نے محنت کرکے اس کا جواب لکھا ہے اور اس کو ایک کتابچہ کی شکل دیدی ہے جو ماشاء اللہ اچھا کتابچہ ہے۔

خاکسار نے سرسری طور پر اسے دیکھا اور استفادہ کیا، دل سے دعائیں نکلیں، مختصر یہ کہ قاری صاحب موصوف کی یہ خدمت لائق صد تبریک و تہنیت ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین یارب العالمین

طالب دعاء محمد ظفیر الدین غفرلہٗ

مفتی دار العلوم دیوبند

۶/ ربیع الاوّل ۱۴۱۴ھ

۴۔ حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مفتی مدرسہ قاسمیہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

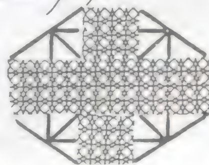
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ وبعد۔ الحمد للہ آج ۳ر صفر ۱۴۱۴ھ کو......

حضرت اقدس قاری ابوالحسن صاحب دامت برکاتہم استاذ تجوید دارالعلوم دیوبند کی تحریر از اول تا آخر دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت قاری صاحب مدظلہٗ نے مختلف مشاہیر علماء کی تحریرات نقل فرمائی ہیں، ان میں سے بعض اکابر ایک الف سے زائد کھینچنے کی اجازت دیتے ہیں اور بعض اس کو قبیح اور ممنوع قرار دیتے ہیں۔ مگر لحن اور راگ کو ان میں سے کوئی بھی جائز نہیں سمجھتے ہیں۔ اس خاکسار نے حضرات فقہاء اور قراء کا جو مقصد سمجھا ہے وہ یہی ہے کہ اذان میں راگ اور گانے کی آواز سے احتراز لازم ہے اور ساتھ ساتھ بمقتضیٰ قولِ رسول ؐ اَنْدیٰ صوتًا، تحسینِ صوت ـــــ ورفع صوت بھی اصل مقصد ہے۔ نیز شریعت میں افراط وتفریط جائز نہیں اعتدال مقصود ہے......... لہٰذا اگر راگ سے احتراز کرکے بغرض رفع صوت ایک الف سے زائد دو الف تک کھینچ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس لئے جو مؤذن راگ اور گانے کی آواز سے احتراز کرکے محض تحسینِ صوت اور رفعِ صوت کے لئے آواز کو دو الف سے بڑھاتا ہے اس پر شدت ونکیر مناسب نہیں البتہ دو الف سے زائد نہ ہونا چاہیئے۔ البتہ جو مؤذن آواز میں راگ پیدا کرتا ہے وہ قابلِ نکیر ہے۔ بایں بنا حضرت قاری صاحب موصوف کی نقل کردہ عبارات اور آراء میں سے اس خاکسار کے نزدیک دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ زیادہ مناسب ہے۔

"اور اب حرمین شریفین میں بھی بلا کسی تکلف اور راگ کے اذان دی جاتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب مدظلہٗ کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے فقط

شبیر احمد عفا اللہ عنہ
دار الافتاء مدرسہ شاہی مراد آباد
۳ر صفر ۱۴۱۴ھ



اغلاط اذان واقامت

(مولانا محمد افضل حسین بستوی مدرس دار العلوم الاسلامیہ بستی)

(۱) اللّٰہُ کو آللّٰہُ (یعنی بالمد) پڑھنا۔ (۲) اَللّٰہ کے لام کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا (۳) اللّٰہُ کے ہا کے پیش کو مجہول پڑھنا (۴) اکبَرْ کو آکبَرْ بالمد پڑھنا (۵) اکبر کو اکبار (با کے بعد الف بڑھانا) (۶) اکبَرُ کو اکبُر (ضمہ کے ساتھ) پڑھنا (۷) اکبَرْ کی را کو پُر نہ پڑھنا (۸) اَشْھَدُ کو آشْھَدُ (بالالف) پڑھنا (۹) اشھدُ کے دال کے پیش کو مجہول پڑھنا (۱۰) اَنْ کے نون کو لا کے لام میں نہ ملانا (۱۱) لَا کو چار الف سے زیادہ کھینچنا (۱۲) اِلٰہَ کے الف کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا (۱۳) اِلَّا اللّٰہ میں اللّٰہ کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا (۱۴) مُحمّدًا کی تنوین کو رسول اللّٰہ کی را میں نہ ملانا (۱۵) رَسُوْل کے واؤ کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا (۱۶) رسول اللّٰہ میں اللّٰہ کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا (۱۷) حَیَّ علی الصَّلٰوۃ کو حیَّ لَاالصلوۃ پڑھنا (۱۸) حَیَّ اَلَا الصَّلٰوۃ پڑھنا (۱۹) عَلیَ الصَّلٰوۃ میں الصلوٰۃ کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا (۲۰) الصلوٰۃ کی ہا کو حذف کر دینا (۲۱) حَیَّ عَلیَ الْفَلَاحْ کو حَیَّ لَاالْفَلَاح پڑھنا (۲۲) حَیَّ اَلَا الْفَلَاحْ پڑھنا (۲۳) الفلاح کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا (۲۴) الفلاح کے حا کو حذف کر دینا (۲۴) الصلاۃ خیرٌ میں الصلوٰۃ کے الف کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا (۲۶) الصَّلوٰۃ کی تا کے پیش کو مجہول پڑھنا (۲۷) الصلوٰۃ کی تا کو کھینچنا (۲۸) خَیْرٌ کی یا کو مجہول پڑھنا (۲۹) خیرٌ کی را کو پُر نہ کرنا (۳۰) النَّوْم کے واؤ کو پانچ الف سے زیادہ کھینچنا۔ (۳۱) النوم کے

واد کو مجہول پڑھنا (۳۲) ترتیل نہ کرنا، یعنی دو کلموں کے درمیان بقدر جواب نہ ٹھہرنا۔

اغلاط اقامت

(۱) اَکْبَرْ کو اَکْبَرُ (بالضم) پڑھنا (۲) اِلَّا اللّٰہْ کو اِلَّا اللّٰہُ (بالضم) پڑھنا (۳) رَسُوْلُ اللّٰہْ کو رسولُ اللّٰہِ (ہا کو زیر دے کر) پڑھنا (۴) حیَّ علی الصَّلوۃ کو حیَّ لَا الصلوۃ پڑھنا (۵) الصلوۃ کو الصلوۃِ (تا کو زیر دے کر) پڑھنا (۶) حیَّ اَلَا الصَّلوۃ پڑھنا (۷) حیَّ علی الفلاح کو حیَّ لَا الفلاح پڑھنا (۸) الفلَاحْ کو الفلَاحِ (حا کو زیر دے کر) پڑھنا (۹) حیَّ اَلَا الفلاحُ پڑھنا (۱۰) قَدْ قَامَتِ الصَّلوۃْ کو قَدْ قَامَتِ الصَّلوۃُ (تا کو ضمہ دے کر پڑھنا۔ (۱۱) ہر کلمہ پر ٹھہرنا۔

کلمات اذان و اقامت کو وصل کرتے ہوئے آخری حرف پر کوئی اعراب نہ ظاہر کیے جائیں، سب کلمات ساکن و مجزوم ہیں (کنز العمال ج ۱ ص ۱۵۱)

اخلاص کے ساتھ استحضار، زندگی میں صالح انقلاب اور تقریر میں دلچسپی کیلئے

حضرت تھانویؒ کے

پسندیدہ واقعات

چند اہم تعلیماتِ دینی

۱۔ جس نے کہنا مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے کہنا مانا اللہ تعالیٰ کا۔ (پ ۵، ع ۸)

۲۔ وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور نیک کام کرنے کی نصیحت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے (ترمذی شریف)

۳۔ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان بھائی کو مالی یا جانی نقصان پہنچائے یا فریب کرے (ترمذی شریف)

۴۔ دنیا میں اس طرح رہو جیسے مسافر رہتا ہے (جامع الصغیر)

۵۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ بخاری

۶۔ ماں باپ کی ناراضگی کا وبال دنیا میں بھی آتا ہے (مشکوٰۃ شریف)

۷۔ غنیمت سمجھو پانچ چیزوں کو پانچ چیزیں آنے سے پہلے۔

- زندگی کو موت سے پہلے
- تندرستی کو بیماری سے پہلے
- فراغت کو مشغولی سے پہلے
- جوانی کو بڑھاپے سے پہلے
- مالداری کو فقر سے پہلے (جامع الصغیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

انجمن احیاء السنہ رجسٹرڈ
نصیر آباد باغبانپورہ لاہور

کتبہ محمد جمیل زاہد

القول العزیز

وقتِ عمل کب آئے گا ہم ہیں کس انتظار میں
اب بھی ہے کیا کوئی کسر ذلّت و افتقار میں
جب کہ خدا پہ تھی نظر کچھ نہ تھا دشمنوں کا ڈر
دس بھی ہوئے تو بے خطر گھس گئے ہم ہزار میں

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو باانداز بہار آئی ہے

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

وساوس جو آتے ہوں اس کا ہو غم کیوں
عبث اپنے جی کو جلانا برا ہے
خبر تجھ کو اتنی بھی ناداں نہیں ہے
وساوس کا لانا کہ آنا برا ہے

مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

